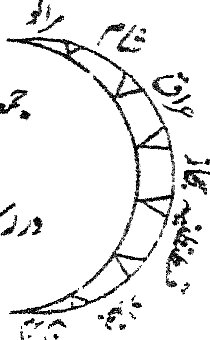



وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ



جمعم نہ گشت خاطر و شیرازہ کردہ ام
در رشتۂ بہم جگر پارہ پارہ را
(کیفی)





پارہ ہای جگر

یعنی

... علامہ چریاکوٹی جناب مولانا کیفی صاحب سابق مدیر العلوی کی چند
دلگداز نظموں کا مجموعہ

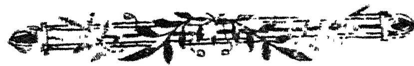
... حضرت مصنف علام باہتمام ...

مطبع حکیم برہم گورکھپور میں چھپاگیا




وَلَا تَہِنُوا وَلَا تَحۡزَنُوا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُؤۡمِنِيۡنَ

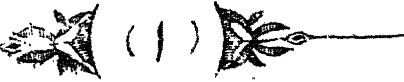




در مطبع حکیم برہم واقع گورکھپور مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم





آج کچھ خودداری وحشت کا ساماں ہو گیا   لخت دل اشکون مین ملکر گل بداماں ہو گیا
ہچکیون کا زور شمشیر رگ جان ہو گیا   یعنی آخر مبتلاے درد ہجران ہو گیا

ناامیدی کہتی ہے رنگ جہان کچھ بھی نہین
دل بھی کہتا ہے کہ ہان اے مہربان کچھ بھی نہین

گلشن اسلام اب تاراج ہے برباد ہے   ہا جہان کا حلق زیر خنجر صیاد ہے
وحشیون کی نبض ہے اور نشتر فصاد ہے   جوش ہے دیوانہ پن کا قید بے میعاد ہے

مسلمون کی جان پر ناگاہ آفت آگئی

کیا یہ سچ ہے سب کہتے ہین قیامت آگئی؟

اُس بتِ سفاک کا اب سامنا ہونے لگا — ظلم جو پردے مین تھا وہ برملا ہونے لگا
کیا بتاؤن تجھسے ہمدم کیا سے کیا ہونے لگا — کان نے جسکو سنا ابتک شبہ تھا ہونے لگا

ساز نالہ آہ! ابتک بستۂ مضراب ہے
طرفہ اس پر یہ کہ سننے والا محو خواب ہے

پھر ہوا مین منتشر جب ختم ہو گئی — آہ کی ایک موج اُٹھی تھی مگر گم ہو گئی
مستی دو شیشۂ بے ساغرِ خم ہو گئی — جتنی آنکھون مین تری تھی نذرِ مردم ہو گئی

ہم سکوتِ بے محل کے متن کی تفسیر ہین
مو بمو بربادیِ اُمید کی تصویر ہین

کیا بتائین کون ہین ہم بسملِ بیداد ہین — جو زبان تک بھی نہ آنے پائے وہ فریاد ہین
جسکو دل سے ہے بھلا بیٹھا جہان وہ یاد ہین — دشتِ گمنامی مین ہم چارون طرف برباد ہین

ماسوا اسکے ہمارے اور بھی دو نام ہین
ہمکو سب کہتے ہین مُسلم بندۂ اسلام ہین

سُنتے آتے ہین کہ تھا پہلا وطن اپنا حجاز — وہ کہ، کہنے ہین جسے سب، قبلۂ اہلِ نیاز
پنجگانہ اب بھی جھکتے ہین جدھر بہرِ نماز — وہ کہ، جسکا آستانہ تھا کبھی سلطان نواز

جو کہ تھا مخصوص توفیقِ الٰہی کے لیے
سُن رہے ہین وقف ہے وہ تباہی کے لیے

برہنہ پا جس زمین پر گشت کرتے تھے رسولؐ — نقشِ پا اب تک ہے جسکا خضرِ اربابِ عقول
ایک مدت تک رہی ہے جو گزرگاہِ بتولؑ — بن گئی ہے خاک جس کی سرمۂ اہلِ قبول

بات کہنے کی نہین ہے دیکھنے کا حال ہے
دشمنون کے پاؤن کے نیچے وہی پامال ہے

وہ حرم ہے جسکا گوشہ امن و راحت کی دلیل — وہ کہ ہے ہر ذرہ جسکا رایتِ شرعِ خلیل
یاد ہے ہم کو وہان کا قصۂ اصحابِ فیل — اک اشارہ مین کیا تھا جنکو طائر نے ذلیل

دیکھتے ہین اس جگہ اب رسمِ دلجوئی نہین
لُٹ رہی ہے نقدِ جان اور پوچھتا کوئی نہین

وہ زمین جو جائے راحت ہے رسولِ پاک کی — وہ جگہ جو خوابگہ ہے سیدِ لولاک کی

مدینہ منورہ

پردہ دارِ اشکِ غم ہی گردِ جسکے خاک کی　　وہ کہ جو مرہم بنی ہر زخمِ حسرتناک کی

گردشِ ایام دوران کس قدر بیباک ہے

خاک در دہنم کہ اُس پر دشمنون کی تاک ہے

بغداد و مشہد

اس سے بڑھکر غم فزا افسانہ ہی بغداد کا　　حال یہ پہونچا ہے اب ہنگامۂ بیداد کا

سر بھی کاٹا اور دل بھرتا نہین جلاد کا　　ڈھونڈھتا پھرتا ہی مسکن ہستیِ برباد کا

فتنہ ہی بیدار مشہد مین تو راحت کیون ملے

سونے والو اُنکو سونے کی اجازت کیون ملے

ایران

آہ ! اے ایران شانِ اولین کی یادگار　　تیرے دامن مین نہان ہر بابِ عبرت بہا

تیری ہر منزل ہی یادِ آیتِ پروردگار　　تو نے کچھ سمجھا ہے رمزِ گردشِ لیل و نہار

جوشِ خودداری کی بیتابی تری چتون مین ہے

کیا کرے تو باگ تیری اب کفِ دشمن مین ہے

بیت المقدس

وہ زیارتگاہِ رسمِ پاکبازی کیا ہوا ؟　　تختگاہِ ذوالجلالِ بے نیازی کیا ہوا ؟

وہ دُرِ تابانِ فرقِ امتیازی کیا ہوا ؟　　گوہرِ تاجِ صلاح الدین غازی کیا ہوا ؟

آہ اے بیت المقدس تیری حسرت نصیبی کے

شمع جلکر بجھ گئی لیکن دھواں محفل میں ہے

جو اُٹھا رکھا تھا گردوں نے زمانے کے لیے
اب وہی مخصوص ہے دل کے ستانے کے لیے

ایک ایک تنکے چُنے تھے آشیانے کے لیے
آ رہی ہیں آندھیاں اُنکو اُڑانے کے لیے

تارِ دامن ایک اک کرتے ہوئے کم ہو گیا

ہاے کیا شیرازۂ اُمید برہم ہو گیا

دشت اپنا چھن گیا ہے غول آہو بھی گیا
گُل بھی رخصت ہو چکا ہے موجۂ بو بھی گیا

اندلس پہلے گیا تھا اب مراکو بھی گیا
چھوڑ کر تنہا ہمیں اے شام کیا تو بھی گیا

ضبطِ بیتابی کی اب تجھکو خبر کچھ بھی نہین

اشک آنکھوں مین ہے اور پیشِ نظر کچھ بھی نہین

اتنی ہمت بڑھ گئی ہے گردشِ ایام کی
نشان بھی باقی نہ رکھی کچھ خدا کے نام کی

کشتیِ توحید ہے اور موج ہے اوہام کی
صبح پر چھائی ہوئی ہے آہ ظلمت شام کی

اب کہاں وہ روشنیِ اسلام کی محفل مین ہے

چاند پورا ہے مگر ڈوبا ہوا بادل میں ہے

خوگر کنج قفس کو شکوۂ صیاد کیا ؟ ہر نفس زنجیر ہے تو قید کی میعاد کیا ؟

جان سے تنگ آگئی ہو کوشش فریاد کیا ؟ رک کے ہم سے اب کریگا خنجر جلاد کیا ؟

رفتہ رفتہ ایک قطرہ بھی لہو باقی نہین

بسمل بیتاب کا یعنی گلو باقی نہین

چڑھ گیا ہی رنگ اپنی شکل پر تصویر کا آہ ! مٹ سکتا نہین لکھا کبھی تقدیر کا

اب تڑپ سے بھی نہین بھرتا ہی دل نخچیر کا یعنی شکوہ ناروا ہی آہ بے تاثیر کا

پھونک ڈالا شمع کو، گو آتش تنویر نے

منہ سے کیا نکلے کہ کاٹی ہو زبان گلگیر نے

بلبلین آزاد ہین اپنے نشیمن کے لیے موجہ ہاے بوے گل ہین صحن گلشن کے لیے

غنچہ و گل ہین کبھی گلچین کے دامن کے لیے دیکھتے ہین ہم ٹھکانا اپنے دشمن کے لیے

یہ نیا انداز ہے ہمت سے محبت کے لیے

بجلیاں بیتاب ہین بام خلافت کے لیے

پچھنے انداز سے یون امتحان ہونے لگا   جوشِ خودداریِ الفت امتحان ہونے لگا
شعلۂ تھا سو محبت اب دھوان ہونے لگا   دوستون کا پاس نذرِ دشمنان ہونے لگا

بڑھ رہا ہی صفحۂ ہستی پہ نادانون کا نام
مٹ رہا ہی آہ! بیچارے مسلمانون کا نام

وہ محمد خانِ فاتح بادشاہِ ذی وقار   ہوگئی تھی فتح و نصرت جسکے قدمون پر نثار
جس کا ہر انداز تھا شانِ خدا کا پردہ دار   وہ کہ جس نے کر دیا رازِ حقیقت آشکار

آج پائے تخت اسکا ذلتون کا باب ہے
وہ جو سوتا ہی تو فتنہ ہر طرف بیخواب ہے

باغ مین ہر شخص نے پھولون سے دامن بھر لیا   بچ رہے تھے جو کہ دامن سے اُنہین سر پر لیا
بے کھلے غنچون کو مٹھی مین کسی نے دھر لیا   رفتہ رفتہ اِس طرح سامان محفل کر لیا

پھول ایک سوکھا ہوا تھا آشیانے کے لیے
جُھک پڑی ہین آندھیان اُسکو اُٹھانے کے لیے

صبح وصلت جا چکی ہے آگئی شامِ فراق   دور کیا ہی دم اگر توڑے مریضِ اشتیاق

صدمہ ہائے یاد و شین ہو رہے ہیں دل شاق ۔ چھپ گیا جو کیسا ہو من میں وہ داغ عراق؟

گو دے مشتاق کے یوں ڈھونڈھ کر جاتے نہیں

ڈھونڈھتے ہیں چار سو لیکن تجھے پاتے نہیں

کون سنتا ہے سنائیں کسکو آسمانا کا حال ۔ ہوگیا ہے گلشن اسلام نقش پائمال

دل بھر آتا ہے اپنا اور طبیعت ہے نڈھال ۔ رہ گئی ہے آل عثمان سے یہی جنجال

اب بھی مسلم بام ہستی سے اترتے کیوں نہیں؟

اس لیے یہ قتل ہوتے ہیں کہ مرتے کیوں نہیں؟

ہے ادھر جب سے کہ گردشہائے دست روزگار ۔ کوئی کرسکتا نہیں اسکے شہیدوں کا شمار

چار جانب اڑ رہی ہے خون گردن کی پھوار ۔ دامن بیداغ گیتی ہوگیا ہے داغدار

دم بخود خاموش ہیں ہم بات کہنے کی نہیں

آستین محشر کی بھی بیداغ رہنے کی نہیں

رہبر راہ محبت ہائے رہزن ہوگئے ۔ حرز جان جو بن گئے تھے طوق آہن ہوگئے

کہنے سننے میں کسی کے آکے بدظن ہوگئے ۔ سب یہ کہتے ہیں عرب کون کے دشمن ہوگئے

آسمان را حق بود گر خون بگرید بر زمین

بر زوالِ ملکِ سلطانِ امیر المومنین

آہ! یہ بیگانگی کیسی گُل و گلشن مین ہے؟ ... شکلِ محشر ہو اگر دوری رگ و گردن مین ہے

کون سی دیوار حائل آج جان و تن مین ہے؟ ... فاصلہ کیا اُس کو غافل گوشۂ دامن مین ہے؟

جسم گو ہین مختلف صورت ہی پروانون کی ایک

قید خانے ہین جُدا وحشت ہے دیوانون کی ایک

آہ! اے ہندوستان غیرتِ بزمِ جہان ... اے مشامِ جانِ عالم کہتِ باغِ جنان

آرزوے دشمنان و مدعاے دوستان ... دور رہتا ہو ترے گلشن سے کانٹون کا نشان

ہر ادا مستانہ تیری دلنشین و جان نواز

تیرا گوشہ گوشہ غربت کے لیے مہمان نواز

سچ تو یہ ہے عیش رنگا رنگ کی محفل ہے تو ... اور سب اقلیم تن ہین اور ان کا دل ہے تو

کاروانِ رفتۂ اُمید کی منزل ہے تو ... ہر متاعِ ایشیا و یورپ کا بھی حاصل ہے تو

ساری دنیا کے لیے تیری زمین سرتاج ہے

ثبات نہیں اس میں ذرا تو گو ہمہ تن ہی

آئی ہیں تیری زمین پر یہیں قومیں بیشمار — آرین، منگولین، افغان و ترکان و تتار

تو نے دیکھے اپنی آنکھوں سے ہزاروں تاجدار — نادر و اسکندر و احمد شہ عالی وقار

اس طرح سیلابِ آفت کا ادھر آیا کبھی؟

سچ بتا ایسا تماشہ بھی نظر آیا کبھی:

ہم نہیں کیا شیء؟ کیا تباہ ہیں یاس کی تصویر ہیں — شکوہ بے مدعا و آہ بے تاثیر ہیں

جسمیں کچھ مطلب نہ ہو وہ حرف و تحریر ہیں — جسکا کچھ منشا نہ سمجھے کوئی وہ تقریر ہیں

زندگی کے قصدِ اصلی سے بالکل دور ہیں

کیا کریں ہم بدقسمتی سے مجبور ہیں

دل کے ٹکڑے ہوں مگر ہم گریہ کر سکتے نہیں — پھٹ جائے سینہ جو ہم ٹھنڈی سانس بھر سکتے نہیں

راہِ اسلام و محبت سے گزر سکتے نہیں — بے اجازت غم کے دریا سے ابھر سکتے نہیں

آئے تھے دنیا میں ہم آزادگی کے لیے

ہو گئے مخصوص غیروں کی غلامی کے لیے

سرِ ہان کٹتا ہے یعنی بلبلِ ناشاد کا ۔۔۔ ہر چمن میں ۔۔۔ دم ہی فریاد کا
ساز میں قانون کے ہنگامہ ہی بیداد کا ۔۔۔ ہر عمل گلچین کا ۔۔۔ حکم ہے صیاد کا

گر ہمی خواہی بیانِ سوزناک آہنگ را
مطرب شب ساز کن با نالۂ من چنگ را

ضبط میگوید کہ اے دل شعلہ خس پوش باش ۔۔۔ جوش می نالد کہ در ۔۔۔ حق کوش باش
مصلحت با نگے زند ہان! پنبہ در گوش باش ۔۔۔ دل بگوید پیچ کہ غافل بیخود و بیہوش باش

کشتیِ مسلم چنین در کشمکش افتادہ است
ناخدا ہم بیخبر در خواب خوش افتادہ است

بیخودی میں نغمہ زن تھے گوشے گوشے ۔۔۔ ۔۔۔ یون تو باغِ ہند میں تھے غنچہ و گل بیشمار
لب ترنم خیز آنکھیں مثل شبنم اشکبار ۔۔۔ ہم بہمراہ لیکر آئے تھے تازہ بہار

اب وہ آنسو تار دامن میں الجھکر رہ گئے
تارِ دامن، خارِ گلشن میں الجھکر رہ گئے

ایک دل اپنا تھا وہ بھی آج پہلو میں نہیں ۔۔۔ کیا قیامت ہے کہ کوئی اپنے قابو میں نہیں

ضبط خودداری کا عالم چشم و ابرو میں نہیں ۔ جوش ہمت میں نہیں ہے، زور بازو میں نہیں

ہم جو پیچھے رہ کے اپنے کارواں سے چھٹ گئے

آہ! منزل تک نہ پہونچے اور بالکل لٹ گئے

چل گئے جھونکے خزاں کے صحن گلشن چھپ گیا ۔ شاخ کی جنبش کی شدت سے نشیمن چھٹ گیا

رعشہ ہاتھوں میں تھا رہبر کا دامن چھٹ گیا ۔ قوت پا گھٹ گئی اس بت کا آنگن چھٹ گیا

سچ تو یہ ہے ہم مسلمان خانماں برباد ہیں

بلبل توحید ہیں اور آشیاں برباد ہیں

ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں جیب و داماں آجکل ۔ تا بدامن آگیا چاک گریباں آجکل

بڑھ گیا ہے اس طرح وحشت کا ساماں آجکل ۔ لے رہے ہیں ہر طرف غم کی جان آجکل

اب کوئی صورت نہیں ملت پرستوں کے لیے

ہو گیا ہے تنگ صحرا آہ مستوں کے لیے

قید خانے کھل گئے تدبیر ستاں کے لیے ۔ بیڑیاں تیار ہیں پائے اسیراں کے لیے

اہل دل کو ڈھونڈھتے ہیں غم بہ زنداں کے لیے ۔ واہ ہیں حلقے دار کے حلق مسلماں کے لیے

ہو سرِ تسلیم خم، پاے بت مغرور ہے

پنجصد سالہ حکومت ٹھوکرون سے چور ہے

سونے والو! یہ بتلاؤ یہ کیسا خواب ہے   موت کے پردے مین کیا پنہان تمہارا خواب ہے؟

صبحِ محشر آ گئی ہے اور برپا خواب ہے   جاگتے اب بھی نہین ہو واہ اچھا خواب ہے!

نشۂ غفلت سے اب ہشیار ہو گے یا نہین؟

سر پہ ہے خورشید تم بیدار ہو گے یا نہین؟

چاہیے جنبش ثبوتِ زندگانی کے لیے   دست و پا ہین ہو تڑپ سوزِ نہانی کے لیے

زندگی بھی نہین ہے عیش فانی کے لیے   کر رہو کچھ آج لطفِ جاودانی کے لیے

سچ کہا تھا شمع سے پروانے نے یہ کل کی رات

انّی موتیٰ ولکن انّ فی موتی حیات

حسن بے پروا اگر ہے عشق بے پروا نہین   "عندلیبِ گل کا تمنے حال کیا دیکھا نہین"

گو لبِ گل فرطِ خودداری سے کچھ گویا نہین   نالہ و فریاد سے بلبل کا دل بھرتا نہین

ہم تڑپ کر جائین گے اسکو خبر ہو یا نہ ہو

نالہ کرتے جائینگے کچھ بھی اثر ہو یا نہ ہو

آہ اے بیچارگی میں چارہ ساز و دلنواز — آج کچھ کھلتا نہیں ہے تیری خاموشی کا راز

یا تو اب ہم میں نہیں اگلا سا وہ سوز و گداز — یا تجھے بھاتا نہیں ہے محفل مستان کا ساز

یا تجھے کچھ غم نہیں ہے مسلم ناکام کا

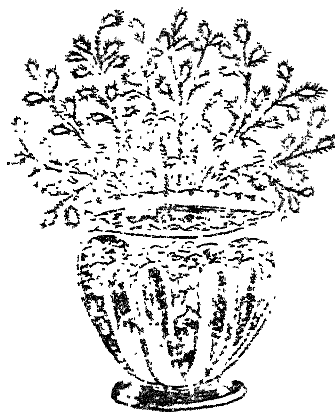
تو نے رشتہ توڑ ڈالا الفت اسلام کا

دیکھ ہمکو اور پھر طرز جفا کاری کو دیکھ ! — دوستوں کے صبر کو دشمن کی عیاری کو دیکھ !

شیوۂ ظلم و ستم کو اپنی تمہاری کو دیکھ ! — ننگ عریانی کو دیکھ اور شان ستاری کو دیکھ !

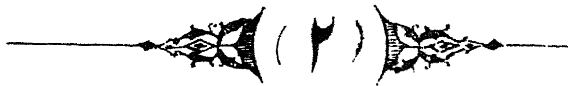
شوق دل کہتا ہے موقع مل گیا اظہار کا

خار گو کیفی ہے لیکن ہے ترے گلزار کا





(فلسفۂ اسیری و آزادی)



یکے بگفت ز بلبل بہ طنز تا باشی | مدام در قفس آز مبتلا باشی
بہ زیستن چو کشی ناز آب و دانۂ خویش | گمان مبر کہ گہے از بلا جدا باشی
حدود کنج قفس را اگر روا داری | چنان بود کہ تو نا اہل نارو ا باشی
اگر بہ منت صیاد آشنا گشتی | حضور اہل وفا غیر آشنا باشی
اگر سوائے چمن رشتۂ وفا بستی | بہ پیش لالہ و گل مجرم وفا باشی
اگر بہ ضبط بسازی و ترک نالہ کنی | روا بدار چو در پنجۂ قضا باشی

تپش ز سوزِ محبت اگر بہ دل داری　　　بہ نیم نالہ قفس سوزی و رہا باشی

چو بیمِ جان کسے را کہ ہیچ در دل نیست
رہائی از قفسِ دہر نیز مشکل نیست

سُنا جو بلبلِ بیتاب نے، پھڑک کے کہا　　　"کہ تو نے سامنے میرے یہ کسکا نام لیا ہے
زبندگی و رہائی کجا خبر داری ؟　　　ندیدۂ چو گہے مرغ رشتہ بر پا را
نہ کر تو ذکر اسیری کا اے ضمیر فروش　　　ہے تجھ پہ خندہ زنی حوصلہ رہائی کا"
کہ تو ہے قید میں لیکن تجھے خیال نہیں　　　تو پابند ہے لیکن خبر نہیں اصلا

اسیرِ زیست ہے ناداں ہر نفس تیرا
بنائے چند عناصر ہے یہ قفس تیرا

نہ تن کا ہوش نہ کچھ پاس آبرو تجھکو　　　اُڑائے پھرتی ہے پھولوں کی جستجو تجھکو
تو حسنِ گل کو ملاتا ہے خاک میں ظالم!　　　ستم بہا کہ بھایا ہے رنگ و بو تجھکو
تلاشِ شوق میں دامن ترا ہے پرِ پرواز　　　فضائے حرص اُڑاتی ہے چار سو تجھکو
سوائے ذوقِ تماشا غریب پھولوں سے　　　نہیں ہے وجہِ خصومت کی کوئی تجھکو

تو محوِ شوق ہے آرایشِ جہان کے لیے — خیالِ غیر پھر آتا ہے کو بہ کو تجھکو
تو مستِ خواب تجھے کچھ خبر نہین اسکی — جھنجھوڑتی ہے صبا گل کے پردہ تجھکو
ترا خیال ہے دہ موجہ ہاے گوناگون — ہزار رنگ کی رہتی ہے آرزو تجھکو

مثالِ موجِ ہوا تیرا اعتبار نہین
کہ ایک حال پہ تجھکو کبھی قرار نہین

کلی کلی پہ چلا دستِ تیغ زن تیرا — یہ فکر تجھکو ہے بھر جائے پیرہن تیرا
جنون بوالہوسی مین تجھے خیال کہان — ہزار شکوہ کرے محفلِ چمن تیرا
بڑھا ہے دستِ تمنا تو رک نہین سکتا — لہو ہو خار کے ہاتھون سے گو بدن تیرا
وفورِ طیش مین کلہ باغبان کہتا تھا — کہ "راہزن سے کبھی کم نہین چلن تیرا"

مجھے قفس مین ملی شکل قیدِ میعادی
اسیرِ عمر ہے تو مدعیِ آزادی

قفس مین لائی ہے گو جنبشِ زبان مجھکو — مجال کیا ہے کہ بیخود کرے فغان مجھکو
شعاعِ عارضِ گل کا خیال ہے دلسوز — مین خرمنِ چمن پھونک دے سوزشِ نہان مجھکو

ہوائے خانۂ ویران کی جوش انگیزی — جگر مین تیری ہی شاخ آشیان مجھکو
نشاطِ فصل بہاران کی یاد کیا کہیئے — پیام موت کا دیتی ہین ہچکیان مجھکو
مین زندہ گو ہون مگر مجھ مین تاب زیست کہان — کیا ہے ہجر کی مدت نے نیمجان مجھکو
کچھ اس خیال سے بھی جوش دل بہلتا ہی — ملا ہی کنج قفس غم مین رازدان مجھکو
جو حد ضبط سے بڑھتی ہی دل کی بیتابی — یہ آکے دیتا ہے کوئی تسلیان مجھکو

خیال غیر کا بھی پاے بند رہتا ہے
ملا ہی دل تو مجھے دردمند رہتا ہے

بدن اسیر ہے آزاد ہے ملال مرا — کہ مین قفس مین ہون گلشن مین ہی خیال مرا
تو آنکھین کھول کے جسم داغدار کو دیکھ — وفا کے رنگ مین ڈوبا ہی بال بال مرا
فنا نہین ہی کسی رنگ مین ہو جوہر کو — مین مٹ بھی جاؤن تو ہی شوق لازوال مرا
نشانِ خاک پہ لوٹینگی آکے بادِ سحر — بنیگا داغِ جبین، نقش پائمال مرا

کنون ترا بہ دلِ خود اگر نشانے نیست
بروا بروا کہ دگر فرصتِ بیانے نیست



یعنی

راہِ ملت کا ایک شہید

لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء

عاشقے میگفت و خوش خوش میگریست

جان بیاساید چو جانان قاتل است

(سعدی رح)



یون تو ہر قطرہ لہو بنیاد قصرِ تن بنا — خون ہے لیکن وہی جو فدیۂ گردن بنا

اشک وہ موتی ہے جو آنکھوں مین تھم کر رہ گیا — خون نہین ہے لعل ہے جو دل مین جم کر رہ گیا

آنکھ ہے وہ آنکھ جس مین معرفت کا نور ہے — دل وہی دل ہے کہ جس مین درد کا ناسور ہے

جسکا دعویٰ ہے کہ ہے یہ زندگانی بے ثبات — اُس سے کہدو "تو نے سمجھا ہی نہین رمز حیات"

یاد رکھو جس نے راہِ حق میں اپنا سر دیا — حل اسی نے زندگانی کا معمہ کر دیا

ظلمتِ دشتِ اجل میں چشمۂ خورشید ہے — اسکو ہی دائم بقا، وہ زندۂ جاوید ہے

کھول کر چشمِ بصیرت اے اسیرِ خلوت نشین — آ ادھر، دکھلاؤں تجھکو طائرِ جنت نشین

کشتۂ تیغِ ستم ہے گو بظاہر خاک پر — دھوم بن کر ہے مگر وردِ زبانِ افلاک پر

اسکی بربادی خدا کے نور سے معمور ہے — اسکا ہر قطرہ لہو کا جلوہ گاہِ طور ہے

ہے سکوت اسکا کہ ہے شرحِ بیانِ صد کلیم

اسکی خاموشی پہ قربان ہے زبانِ صد کلیم

کہدو موسیٰ سے کہ دیکھیں اس جگہ سوز و گداز — ایک جانب ناز ہے تو دوسری جانب نیاز

بیقراری سے وہاں رحمت کا وا آغوش ہے — اس طرف یہ خاک پر بچھا ہوا خاموش ہے

بختِ خفتہ جاگ اٹھے ہیں نیند کے انداز سے — مردہ دل زندہ ہوئے ہیں آنکھ کے اعجاز سے

گھر سے یہ جس دم چلا تھا جان دینے کے لیے — مغفرت کے ساتھ اجل آئی تھی لینے کے لیے

اسنے جب شوقِ شہادت کا اشارہ پالیا — جوں کھنچا قاتل کا خنجر دوڑ کر لپٹا لیا

اسکی جانبازی کے دم سے زندگی گھبرا گئی — بیخودیِ شوق جب دیکھی اجل شرما گئی

مژدۂ خوش آمدی ہی جنت الفردوس مین — ہین کھلی حورون کی آنکھین حسرت پابوس مین

رحمتِ حق بتلائے شان عنائی ہوئی — طرز عریانی مین بھی کیا جامہ آرائی ہوئی

چپکے چپکے کر لیا رضوان نے پورا اہتمام — بہر استقبال آیا قدسیون کا اژدحام

دشت مین منظور رب پاسِ نگہبانی ہوا

روح کو خواہش پر اسکے حکم دربانی ہوا

تھی بدن مین روح جبتک نور سے معمور تھا — روح نکلی تھی ادھر اور یہ سراپا نور تھا

نور سے ایمان کے جب یہ سراپا بن گیا — فرش خاکی ناز سے عرشِ معلّٰی بن گیا

کچھ مطالب ہو گئے والشمس کی تفسیر مین — نور حق جلوہ فگن ہے خاک کی تصویر مین

قطرہ قطرہ خون کا لعل بدخشان بن گیا — خاک کا بھی ذرہ ذرہ نور افشان بن گیا

یکسانہ رنگ مین انداز مستانون کا ہی — اسکا چپ رہنا ادب آموز پروانون کا ہی

نور حق کو کون دفنائے کسنے ہی اسکی تاب — چھپ نہین سکتا کبھی نیچے زمین کے آفتاب

پردہ پوشی کو ہر رحمت کی گھٹا چھائی ہوئی — بوسے لیتے ہین ملک حورین ہین للچائی ہوئی

ناز سے کہتا ہے قطرہ چشمۂ خورشید سے — دیکھ! یون ملتے ہین کٹ کر ہستی جاوید سے

رخ کو کیا چاہیے اس ہستیِ فانی کا آب سچے موتی پر کبھی چڑھتا نہین پانی کا آب

خون مین لتھڑا ہے لیکن لمعۂ لاہوت ہے

یعنی یہ انگشتریِ خلد کا یاقوت ہے

ماہِ کامل نور افشان بیکسی کی شام پر شمع صدقے آپ ہی پروانۂ اسلام پر

کہتے ہین جوشِ سیاست آج کیون روپوش ہے کہدو! بیداری کا محشر منتظر خاموش ہے

بے غرض ہے انجمن کی شمع دودِ آہ سے لو لگائے عرصۂ صحرا مین ہے اللہ سے

پوچھتے کیا ہو سراپا نور کی تصویر مین سر کٹا تو آگئی دو گنی جلا تصویر مین

روشنی اس سے عطا ہوتی ہے مہر و ماہ کو دیکھ لیتے ہین اسی سے عرش پر اللہ کو

داغِ الفت کے لیے عاشق کا سینا چاہیے جلوہ گاہِ طور ہے تو چشم بینا چاہیے

ہوش کے ہوتے ہوئے پوچھو نہ کچھ ہستی کا راز خاک ہو جاؤ تو کھل جائے تمہین ہستی کا راز

رشتۂ تارِ نفس سے ہے یہ اصرارِ حیات زندگی کے واسطے جینا نہین کارِ حیات

کہہ رہی ہے بیحجابی سے تجلی طور کی اہلِ دل تصویر دیکھین سرِ منصور کی

اس کو سمجھے گا وہی جو عاقل و فرزانہ ہو

وہ نیاز عشق تھا یہ ناز معشوقانہ ہے

سچ کہا حسن و جمال یوسفی کے زندہ دار | سچ تھا شوق زلیخا کے لیے صبر و قرار

کہہ گئی تیغ ستم کیا جھک کے تیرے کان میں | جان دیدی فرق آیا کچھ نہ تیری شان میں

شوخی رنگ شہادت تیری یکجائی ہوئی | جان اترائی ہوئی ہے موت شرمائی ہوئی

دیدۂ یعقوبؑ کو جب صبر ایوبؑ ملا | شوق دل کو کیف لطف جلوۂ خوبی ملا

چل کے عضو تھم لیے دل کی طہارت کے لیے | آئے ہیں یہ اپنی آنکھوں سے زیارت کے لیے

کیا نہیں کھلتے ہیں یہ لب بندش اسرار سے | ہاں! میں سمجھا بند ہیں شیرینی گفتار سے

بے نیازی ہیں ترے سو سو طرح کے ناز میں | نیم باز آنکھیں نہیں سرمایۂ اعجاز ہیں

خون کی ترشی بھی جب تجھکو نہیں ہے ناگوار | نشۂ جام شہادت کا کہاں کوئی اتار

تجھ سے چھٹنے والا یوں ہی عمر بھر روتا رہے | کیا خبر تجھ کو اگر تو حشر تک سوتا رہے

ہاں! میں سمجھا شعلۂ ماتم بے سر و سامان رہا

پردۂ فانوس میں چھپ چھپ کے بھی عریاں رہا

یوں ہی سا نقش و نگار تیغ اس تن پر نہیں | ضبط کے پتلے گرہ بل تیری چتون میں نہیں

یون بنائی شکل تیری ہستی جاوید مین   لعل کا جوہر دیا آئینۂ خورشید مین

اس لباس عاشقی مین بھی وہی سادہ مزاج   گویا تو نے ہیچ سمجھا ساری دنیا کا رواج

کہہ رہی ہے خامشی رنگِ جہان کچھ بھی نہین   یہ زمین کچھ بھی نہین یہ آسمان کچھ بھی نہین



بیکسی مین دلفگارِ خنجرِ بیداد سُن   ہان اِسُن اے نقش فِگارِ خنجرِ بیداد سُن

تجھکو جب لیجائینگے جنت کی زینت کے لیے   کیا کہیگا سچ بتا مرحوم اُمت کے لیے؟

انبیا کا تجھ کو آئیگا نظر جُھرمٹ وہان   ہونگے سب کے بیچ مین شاہنشہ پیغمبران

با ادب کہنا کہ مسلم وقفِ پیچ و تاب ہے   کشتی اُمت رہینِ موجۂ گرداب ہے



مین نے سمجھا، قصۂ یوسف کی کچھ تفسیر ہے   خواب تھا وہ "کیفی" بیتاب یہ تعبیر ہے

گاہے گاہے باز خوان این قصۂ پارینہ را

تازہ خواہی داشتن گر داغہاے سینہ را



اِنَّا اُجِیْبُ الدَّعْوَۃَ اِذَا دَعَانِ (قرآن حکیم)

"اپنے اللہ سے ہے شکوے شکایات کی رات"



۳

کچھ مجھ مین بیوفائی کچھ تجھ مین کج ادائی — اس کشمکش کے اندر اغیار کی بن آئی

انکار حسن صورت اب حد سے بڑھ چلا ہی — رخ سے اٹھا دے پردہ ای شان دلربائی

گردون کی گردشون نے بندون کو پیس ڈالا — شان خدا کہان ہی حیران ہی خدائی

غیرون کی انجمن مین تو اور سکون راحت — کانٹون کی سرزمین مین ہم اور برہنہ پائی

پہچانتا نہین وہ مجھ آستان نشین کو — تونے جو ساتھ چھوڑا اے داغ جبہ سائی

غیرت یہ دوستون کی کسطرح لے دیکھے — تو اور عدو سے رکھے یون ربط آشنائی

ر د تم ز دوستی را چہ تفاوت باہم — کہ منم چنانکہ بودم تو چنانکہ می نمائی

دلِ جانِ ہندوستان را کہ تمام خویش گفتی — تو بخود نمی پسندی کہ بہ خانہ در نیائی؟
بجزائے جرم عشقت تہِ تیغ تیز اعدا — رگِ گردنم جدا شد رگِ جان من کجائی؟

مرا حال سننے والے! جو ستم نہیں تو کیا ہے — یہ مرا سکوت پیہم یہ بتوں کی کبریائی
یہ ستم کے کارخانے، یہ حرم کے کارنامے — سرِ ہندوستان سلامت کہ تو خنجر آزمائی

سبحان اللہ موج عیشی والنار فی نصیب — یا واہب الشفاء حار الداء دائی
اعداءنا بلاء قد سلطوا علیہ — فارحم علی العباد یا دافع البلاء

داسی ہیں ہم تمہارے در در پھرت ہیں مارے — تو چت سے مورے بھولیو تجھ پر لاج بھی آئی
پیاں گھروں میں آ جا، درشن مورے دکھا جا — برہا کا دکھ کٹھن ہت اب تو سہا نہ جائی

ہم تیری راہ بھولے ہیں یہ درست لیکن — کب چشمِ عاشقی کو دیتا ہے کچھ دکھائی
پھر تیرے پاس پہنچیں گھستے ہوئے جبین ہم — رہبر بنے ہمارا پھر داغِ آشنائی

اے صرصرِ حوادث آہستہ بلکہ محزام — کہتے ہیں جسکو مسلم ہے وہ شمعِ آشنائی

آئیں تو آنے والے کیفی تلاش حق میں
اسلام میں ہے ابتک وہی جذب کہربائی



(۵)

ہان سُن اے اہلِ ہوس، چشم نمائے زندان　　تیری زنجیر مین ہے نورِ چراغِ دوران

کچھ کسی کو جو نہین آج سوجھائی دیتا　　یہ ہوا گوشہ نشین، ہوگیا تاریک جہان

چھیڑ کر پوچھ نہ کچھ نام ونشان تو اِسکا　　چشم دروازہ ہی، اور قلب ہے رہنے کا مکان

نام ہے بندۂ حق کام فروزندۂ حق　　مہرِ تابندۂ حق اسکے جبین کا ہی نشان

لب کبھی بند نہین جھوٹ کی شیرینی سے　　تلخیِ حق سے کشادہ ہین مگر کام ودہان

اُٹھ پڑی خلقِ خدا، یہ جو ہوا کچھ بدنام　　بن گیا شہرۂ حق رہبرِ راہِ ایمان

شوقِ تسلیم ورضا مین جو ادھر آ نکلا　　"بڑھ گیا جادۂ حق سے" یہ خیالِ نادان

بیٹھے بیٹھے جو یہ پیشانی پہ بل آیا ہے — لکھدیا غیرتِ بیتاب نے "قولِ مردان"

تجھ کو معلوم نہین رازِ حقیقت شاید — بے زبانی کا کیا تو نے خموشی پہ گمان

دیکھ اے پروانۂ بیتاب کی جانبازی کو — شمعِ محفل مین نظر کر اثرِ سوزِ نہان

ایک ہی دردِ محبت کے یہ دونون ہین مریض — نشترِ ضبط نے دونون کو کیا ہے بیجان

یہ کہ خود شمع ہے اور آپ ہی پروانہ ہے — تا بہ لب بھول کے آجائے کہان آہِ فغان

خود ہی شاہد ہے اگر خود ہی بنا ہے مشہود — آئینہ آپ ہے، اور آپ بنا ہے حیران

خارِ تشکیک کا ہے دل مین چھپا مشکل ہے — ہے عیان سینۂ شفاف مین داغِ سوزان

بیقراری مین جو اک آہ سی اُٹھ جاتی ہے — دل مین ٹوٹا ہے کہین تیرِ ستم کا پیکان

دیکھ کر سلسلۂ طوق و سلاسل مین اسیر — اس کو مجبور کہین تو نہ سمجھنا نادان

اسکی ہر جنبشِ لب، ملک اثر کی تسخیر — اسکے ہر دم مین ہے اعجازِ مسیحِ دوران

تجھ کو اے غافلِ نافہم خبر ہے کہ نہین — زارِ پروانہ بھی ہے گردِ چراغِ سوزان

بڑھ گئی وحشتِ دل، اہلِ جہان کی شاید — چلے آتے ہین لیے تحفۂ تارِ دامان

یہ سمجھ لے کہ سمجھنے کی ابھی فرصت ہے — پردۂ ابر مین کبتک رہے مہرِ تابان؟

ظلمتِ مطلعِ زندان کا نہ بادل پھٹ جائے | پھر نہ ہو جلوہ فگن تابشِ ماہِ کنعان
لاکھ تدبیریں ہیں بندشِ اعضا کے لیے | کب یہ ممکن ہے کبھی درد ہو غزل سے پنہان؟
دستِ تاثیر نے دم بھر میں اُڑائے پُرزے | خاک و گردون کا ہے گو فاصلہ ماہ و کتان
تو بھی اب بجھتے ہوئے قلب کو روشن کر لے | ورنہ یہ شمع کہان، نور کہان، رات کہان

تا بہ کاشانۂ تو طاقتِ مہمانے ہست
شکر گذار ترا از قدمش شانے ہست







عید کا چاند دیکھکر

٦

جنون کا جوش بھی ہو آپکا خیال بھی ہے — بقدر ہمت دل ہجر بھی وصال بھی ہے
کہا یہ مہر جہان سوز سے قیامت نے — جسے عروج کبھی ہو، اسے زوال بھی ہے
زبان پہ مُہر خموشی ہی پانون مین زنجیر — جو پچھلی سال قیامت ہے ابکی سال بھی ہے
یہ سر ہے اپنی جگہ پر بنائے بیم و اُمید — کہ شکل زیست بھی ہو دُشمن وبال بھی ہے
گلے پہ تیغ ہے رخ کی طرف نگاہِ کرم — ستم کا شوق بھی ہو پرسشِ ملال بھی ہے
عوض مین ہوش کے ساغر دے تو مفت کہن — لہو کا گھونٹ جو پیکر ملے حلال بھی ہے
زمین ہی نہین دشمن ترے اسیرون کی — شاہد تیغ بکف چرخ پر ہلال بھی ہے

رکھو نہ ہاتھ تسلی کا دل جو ٹوٹ گیا | کہ زخم یاس کا دنیا مین اندمال بھی ہے

جبین پر اُنکے شکن ہے تو مین یہ سمجھا ہون | کہ آئینہ مین دکھانے کو ایک بال بھی ہے

تمہین بتاؤ کہ مین اور کس سے دون تشبیہ | تمہارے جور و جفا کی کہین مثال بھی ہے

کھڑی ہی ضبط کی دیوار دل سے تا بزبان | نکل پڑین کبھی شکوؤن کی یہ مجال بھی ہے

دم شمار ستمدیدگان یہ یاد رہے | کہ اک اسیر ترا ہمسرِ بلال بھی ہے

یہ کہہ کے بسمل تیغ جفا نے دم توڑا | کیے پر اپنے کبھی تم کو انفعال بھی ہے؟

کہین تڑپ ہے کہین نالہ ہائے ہجر گداز | تمہاری بزم مین کچھ حال بھی ہے قال بھی ہے

لہو شہیدون کا کہتا ہے چھپ کے دامن سے | یہ ہے خیال کہ اسکا کوئی مآل بھی ہے



نسیم صبح گلستان [illegible] بن بھیجنے والے | قفس مین اپنے اسیرون کا کچھ خیال بھی ہے

ستم کی چھیڑ [illegible] صیاد نے یہ رحم کیا | کہ جنبش پر پرواز اب محال بھی ہے

[illegible] کے دل داستان غم کیفی

[illegible] حسرت کا اسکو [illegible] خیال بھی ہے

اعلان

اس کتاب کی رجسٹری
حسب منشاء ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء
عمل میں آئی ہے کوئی صاحب بلا اجازت
مصنف قصد چھاپنے یا چھپوانیکا
نہ فرماویں

جس کتاب پر مصنف کی مہر دستخط
نہ ہو وہ مسروقہ سمجھی
جاویگی